منظور الحسن

اسلام اور مصوری

جاوید احمد غامدی کا نقطۂ نظر

(۳)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

احادیث اور مصوری کی شناعت

قرآن مجید اور بائیبل کی طرح احادیث میں بھی مصوری کی شناعت شرک ہی کے پہلو سے بیان ہوئی ہے۔ ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکانہ مراسم سے وابستہ مجسموں اور تصویروں کو شنیع قرار دیا، انھیں گھروں میں آویزاں کرنے اور اللہ کی عبادت گاہوں میں رکھنے سے منع فرمایا اور ان کے بنانے والے مصوروں کو اخروی عذاب سے خبردار کیا۔ حدیث کی کتابوں میں ان موضوعات پر کثرت سے روایتیں نقل ہوئی ہیں۔ ان روایتوں میں تماثیل کی شناعت تو نہایت صراحت سے بیان ہوئی ہے، مگر اس کا مشرکانہ عوارض سے تعلق مذکور نہیں ہے۔ اس وجہ سے بادی النظر میں یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ یہ روایتیں مصوری کو علی الاطلاق شنیع قرار دے رہی ہیں، مگر اس موضوع کی تمام روایتوں کو سامنے رکھنے سے یہ حقیقت بادنیٰ تامل واضح ہو جاتی ہے کہ ان میں تماثیل و تصاویر کی نہیں، بلکہ سرتاسر مشرکانہ مراسم کی شناعت بیان ہوئی ہے۔ شرک

کی علت کے ان میں مذکور نہ ہونے کا سبب ہمارے نزدیک تماثیل اور شرک کے باہمی تعلق کا معلوم و معروف ہونا ہے۔ تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانے میں شرک اور مصوری بہت حد تک لازم و ملزوم کی حیثیت اختیار کر گئے تھے اور تماثیل کا مظاہر شرک سے متعلق ہونا ہر شخص پر آشکار تھا۔

ذیل میں مصوری کی شناعت کے موضوع پر نمائندہ احادیث نقل کی گئی ہیں اور دیگر روایات، عربی لغات اور تاریخی ماخذ کی روشنی میں ان کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان تمام روایتوں میں تماثیل کی شناعت شرک ہی کے پہلو سے بیان ہوئی ہے۔ اس اعتبار سے ان کی نوعیت ایک ہی سلسلۂ بیان کے متصل اجزا کی ہے، تاہم تفہیم مدعا کے لیے یہ مناسب ہے کہ انھیں الگ الگ عنوانات کے تحت بیان کیا جائے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

تماثیل اور تصاویر والے گھر سے فرشتوں کی کراہت

١۔ عن ابی طلحۃ الانصاری قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب ولا تماثیل. (مسلم، رقم ۲۱۰۶)

٢۔ عن ابی طلحۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب ولا تصاویر. (بخاری، رقم ۵۶۰۵)

٣۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ تماثیل او تصاویر. (مسلم، رقم ۲۱۱۲)

٤۔ عن عائشۃ قالت: قال (رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم): ان البیت الذی فیہ الصور لا تدخلہ الملائکۃ. (بخاری، رقم ۴۸۸۶)

۱۔ ''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور ''تماثیل'' ہوں۔''

۲۔ ''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور ''تصاویر'' ہوں۔''

۳۔ ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں ''تماثیل'' یا ''تصاویر'' ہوں۔''

۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں مورتیں ہوں، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

ان روایتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل ہوا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جن میں 'تماثیل' ہوں، 'تصاویر' ہوں یا 'صور' ہوں۔ ان روایتوں کا مدعا سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ مذکورہ الفاظ کا مفہوم متعین کیا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کا اطلاق کن چیزوں پر ہوتا تھا۔

'تماثیل' 'تمثال' کی جمع ہے۔ اس کے معنی مورت کے ہیں۔ یعنی ایسی چیز جو کسی اصل کے مانند بنی ہوئی ہو۔ اس سے مراد وہ اشیا ہیں جو اللہ کی کسی تخلیق کے مشابہ بنائی گئی ہوں۔

والتمثال: الصورة، والجمع التماثيل .ومثل له الشيء: صوره حتى كانه ينظر اليه . وامتثله هو:تصوره ... والتمثال: اسم للشيء المصنوع مشبها بخلق من خلق اللّٰه، وجمعه التماثيل، واصله من مثلت الشيء بالشيء. (لسان العرب ۱۱/ ۶۱۳)	''تمثال' کے معنی مورت کے ہیں۔ اس کی جمع 'تماثیل' ہے۔ 'ومثل له الشیء' کے معنی ہیں: کسی چیز کی اس طرح مورت بنانا کہ گویا کہ خود اسے دیکھا جائے۔ 'امتثله هو' کا معنی ہے: وہ اس کی صورت ذہن میں لایا... 'التمثال' ایسی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو اللہ کی مخلوقات میں سے کسی مخلوق کے مشابہ بنائی گئی ہو۔ اس کی جمع 'تماثیل' ہے۔ اس کی اصل 'مثلت الشیء بالشیء' یعنی کسی چیز کو کسی چیز کے مثل بنانا ہے۔''

'تصاویر' 'تصویرة' کی جمع ہے۔ اس کے معنی تماثیل ہی کے ہیں۔ یعنی وہ اشیا جو اللہ کی کسی مخلوق کے مشابہ بنائی گئی ہوں۔

والتصاوير: التماثيل. (لسان العرب ۴/ ۴۷۳)	''تصاویر سے مراد تماثیل ہیں۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

'صور' 'صورة' کی جمع ہے۔ اس کے معنی شکل اور مورت کے ہیں۔

ان لغات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ 'تصاویر'، 'تماثیل' اور 'صور' ہم معنی الفاظ ہیں اور ان سے مراد وہ اشیا ہیں جو اللہ کی کسی تخلیق کے مشابہ بنائی گئی ہوں۔ اس بنا پر ان کا اطلاق حسب ذیل چیزوں پر ہوتا ہے:

۱۔ لکڑی، دھات، مٹی اور پتھر سے تراشے ہوئے مختلف مخلوقات کے مجسمے۔

۲۔ لکڑی، دھات، یا پتھر پر کندہ کی ہوئی مختلف مخلوقات کی شبیہیں۔

۳۔ کپڑے اور چمڑے وغیرہ پر مرتسم مختلف مخلوقات کے نقوش۔

۴۔ دروازوں اور دیواروں پر رنگ و روغن سے بنائی ہوئی مختلف مخلوقات کی تصویریں[۷]۔

'تصاویر'، 'تماثیل' اور 'صور' کے الفاظ کا مفہوم جاننے کے بعد اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کا اطلاق کس نوعیت کی شبیہوں پر ہوتا تھا۔ اس ضمن میں احادیث اور تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان سے مراد کچھ خاص مجسمے اور ان کی شبیہیں اور تصویریں ہیں۔ یہ مجسمے لکڑی، پتھر اور دھات وغیرہ سے بنے ہوئے تھے اور عرب کے مختلف مقامات پر نصب تھے۔ مشرکین عرب انھی کی ہیئت پر بنے ہوئے بت اپنے صحنوں اور حجروں میں رکھتے، انھی کے نقوش ستونوں پر کندہ کرتے، انھی کی شبیہوں سے دیواروں کو رنگین کرتے اور انھی کے خاکوں اور تصویروں والے پردے طاقوں اور دروازوں پر آویزاں کرتے تھے[۸]۔ یہ تماثیل شہر مکہ کے بیش تر گھروں میں موجود تھیں اور اہل بادیہ بھی اپنے گھروں کو ان سے مزین کرتے تھے:

ولم یکن فی قریش رجل بمکة الا وفی بیته صنم، ... فیشتریها اهل البدو فیخرجون بها الی بیوتهم. (اخبار مکہ، الازرقی ۱/۱۲۲)	"مکہ میں قریش کا کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جس کے گھر میں صنم (مجسمہ) موجود نہ ہو... بدو (خانہ بدوش بھی) ان کو خریدتے تھے اور اپنے گھروں میں لے جاتے تھے۔"

۷؎ یہاں یہ واضح رہے کہ تمثال کے مفہوم میں جان دار اور بے جان دونوں طرح کی مخلوقات کے مجسمے اور تصویریں شامل ہیں۔

۸؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۸/۸۸۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

گھروں میں موجود یہ تماثیل درحقیقت مختلف دیویوں اور دیوتاؤں سے منسوب اور لات، منات، عزیٰ، ہبل، اساف، نائلہ، یعوق، یغوث، سواع اور نسر وغیرہ کے ناموں سے موسوم تھیں۔ قرآن وحدیث میں ان میں سے بعض کے اسماے علم بھی درج ہیں، مگر من حیث المجموع ان کے لیے 'اوثان'[9]، 'اصنام'[10]، 'الدمی'[11] اور 'انداد'[12] وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

قرآن مجید، احادیث اور تاریخ کی کتابوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عربوں نے ان تماثیل اور ان کے پس منظر کی مزعومہ ذوات اور شخصیات کے ساتھ مشرکانہ تصورات وابستہ کر رکھے تھے۔ وہ اللہ کو الٰہ مانتے تھے، مگر اس کی ذات، اس کی صفات اور اس کے حقوق میں انھیں شریک اور ساجھی سمجھتے تھے۔[13] یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ان کے لیے 'مشرکین' کا لفظ اسم علم اور اسم صفت کے طور پر اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ مذہب ان کے اندر اس قدر رچا بسا ہوا تھا کہ ان کے لیے نام ہی مشرکین کا اختیار کر لیا گیا۔ شرک ان کے ایمانیات کا حصہ تھا اور مشرکانہ مظاہر ملائکہ، جنات، کواکب اور بزرگوں کی پرستش کی صورت میں نمایاں ہوتے تھے۔ انھی کے تقرب اور عبادت کے لیے انھوں نے تماثیل بنا رکھی تھیں۔ لکڑی، پتھر اور دھات سے بنی ہوئی ان تماثیل کی حیثیت اگرچہ فرشتوں، جنوں اور انسانوں کے مسکنوں اور قالبوں ہی کی تصور کی جاتی تھی، مگر عملاً یہ بے جان مجسمے اور مورتیں

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

[9] یہ وثن کی جمع ہے اور اس سے مراد لکڑی، پتھر اور دھات وغیرہ سے بنی ہوئی تماثیل ہیں۔ یہ عبادت کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ (لسان العرب ۱۳/ ۴۴۳)

[10] یہ صنم کی جمع ہے۔ اس کے معنی بھی لکڑی، پتھر اور دھات سے بنے ہوئے مجسمے کے ہیں۔ یہ وثن کے مترادف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد پوجی جانے والی تصویر بھی ہے۔ (لسان العرب ۱۲/ ۳۴۹)

[11] یہ دمیہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد اصنام بھی ہیں اور بالخصوص یہ ایسی منقش تصویروں اور بتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو نہایت خوب صورت طریقے سے بنے ہوئے ہوں۔ (لسان العرب ۱۴/ ۲۷۱)

[12] یہ ند کی جمع ہے۔ اس کے معنی کسی کے مانند اور مشابہ ہونے والی چیز کے ہیں۔ قرآن وحدیث میں یہ لفظ ان اشیا کے لیے آیا ہے جنھیں اللہ کا شریک ٹھیرایا جاتا تھا۔ (لسان العرب ۳/ ۴۲۰)

[13] ذات وصفات اور حقوق میں شریک کرنے سے مراد یہ ہے کہ مثال کے طور پر اسے صاحب اولاد مانا جائے؛ اس کے علاوہ کسی اور سے بھی مدد طلب کی جائے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے یا اس کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کیا جائے۔

ہی معبود اصلی قرار پاتے تھے۔ مشرکین عرب نے ان تماثیل اور ان کے پس منظر کی ذوات کے بارے میں جو مشرکانہ تصورات قائم کر رکھے تھے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

آخرت میں شفاعت

مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں تصور کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ اپنی پرستش کرنے والوں کی بخشش کا سامان کریں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی ان چہیتیوں کی بات ہرگز رد نہیں فرمائیں گے۔ لات، منات اور عزیٰ کو وہ فرشتوں میں سے بلند مرتبہ دیویاں سمجھ کر ان کی تماثیل کی پرستش کرتے تھے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ آخرت میں لازماً ان کی شفاعت کا وسیلہ بنیں گی۔[14]

تقرب الٰہی

ان تماثیل کو وہ قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ کی قربت انھیں کسی واسطے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ وہ فرشتوں، جنوں اور انسانوں کی تماثیل کی عبادت اس امید پر کرتے تھے کہ وہ انھیں خدا کے تقرب سے بہرہ یاب کر دیں گی۔[15]

www.javedahmadghamidi.org

روزی کا سامان

مشرکین عرب رزق دینے کے معاملے میں بھی تماثیل کو اللہ کی شریک تصور کرتے تھے۔ وہ یہ تو مانتے تھے کہ آسمان سے اللہ ہی پانی اتارتا ہے اور وہی زمین کی زرخیزی اور شادابی کا سامان کرتا ہے، مگر اس کے ساتھ وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے تھے کہ انھیں روزی دینے میں ان تماثیل کا فضل و کرم بھی شامل ہے۔[16]

۱۴؎ النجم ۵۳: ۱۹۔۳۰، القلم ۶۸: ۳۵۔۴۱۔

۱۵؎ الزمر ۳۹: ۳۔

''اور ایسے بھی تھے جو اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اس خدا تک کسی واسطے اور شفاعت کے بغیر نہیں پہنچا جا سکتا، چنانچہ وہ روحوں، جنوں اور بتوں کی پوجا پر ایمان رکھتے تھے تاکہ ان کے ذریعے سے اللہ کا تقرب حاصل کریں۔'' (بلوغ الارب بحوالہ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام ۶/ ۱۰۳)

تماثیل سے اللہ جیسی محبت

ان افضال وعنایات کی بنا پر جو مشرکین عرب نے دنیا اور آخرت کے حوالے سے تماثیل سے منسوب کر رکھی تھیں، وہ ان سے ایسی محبت رکھتے تھے جس کا حق دار صرف اور صرف اللہ ہے[17]۔

نفع و ضرر

مشرکین عرب ان تماثیل کو اللہ ہی کی طرح نافع وضار سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ دنیا اور آخرت، دونوں میں انسانوں کے لیے نفع ونقصان کا اختیار رکھتی ہیں۔ چنانچہ یہ اگر کسی کو جائز و ناجائز فائدہ پہنچانا چاہیں گی تو انھیں کوئی منع نہیں کر سکے گا اور کسی کا نقصان کرنا چاہیں گی تو انھیں کوئی روک نہیں سکے گا[18]۔

اللہ کی الوھیت میں شرکت

ان تماثیل کے بارے میں مشرکین عرب کا یہ تصور تھا کہ ان میں موجود فرشتے اور دوسری مخلوقات الوہیت میں اللہ کی شریک ہیں۔ اسی پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

> ''کہہ دو اگر کچھ اور الٰہ بھی اس کے شریک ہوتے جیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں تو وہ عرش والے پر ضرور چڑھائی کر دیتے[19]۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

خدا کی اولاد

مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے صاحب اولاد ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور اللہ کے فیصلوں پر ان کے تصرفات کو تسلیم کرتے تھے۔ قرآن نے ان کے اسی تصور پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یہ کہتے ہیں کہ خدا کے اولاد ہے۔ وہ ایسی باتوں سے پاک ہے۔ وہ بے نیاز ہے[20]۔''

---

[16] العنکبوت ۲۹: ۶۱۔ ۶۳۔

[17] البقرہ ۲: ۱۶۵۔

[18] بنی اسرائیل ۱۷: ۵۶۔

[19] بنی اسرائیل ۱۷: ۴۲۔

یہ وہ تصورات ہیں جو مشرکین عرب نے ان تماثیل سے وابستہ کر رکھے تھے۔ ان تصورات کی بنا پر جو مشرکانہ مراسم انھوں نے اختیار کر رکھے تھے، ان میں سے چند نمایاں حسب ذیل ہیں:

تماثیل کے لیے قربانی

مشرکین عرب ان تماثیل کے لیے اسی طرح قربانی پیش کرتے جس طرح اللہ کے لیے پیش کرتے تھے۔ اساف اور نائلہ قریش کے بت تھے۔ اساف صفا میں نصب تھا اور نائلہ مروہ میں[21]۔ قریش کعبہ کے سامنے ان کے لیے قربانی کیا کرتے تھے[22]۔ عزیٰ بھی ایک بڑا بت تھا۔ یہ طائف میں نصب تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد اونٹ اور بھیڑ بکریاں اس کے پاس لے کر جاتے اور اس کے سامنے انھیں ذبح کرتے تھے اور تین دن تک وہاں قیام کرتے تھے[23]۔

تماثیل کے لیے تلبیہ

حج وعمرے کے موقع پر اہل جاہلیت تلبیہ[24] کے کلمات میں ان تماثیل کو اللہ کا شریک گردانتے تھے[25]۔ تلبیہ کے الفاظ اس طرح ہوتے تھے:

’لبيك اللهم لبيك، لا شريك لك ، الا شريك هو لك. تملكه و ما ملك‘۔

”اے میرے خدا، میں حاضر ہوں تیرے لیے، تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جو تیرے اختیار میں ہے تو ان کا بھی مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی جو تیرے اختیار میں ہیں۔“

---

۲۰ یونس ۱۰: ۶۸۔

۲۱ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۸۶۔

۲۲ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۶۶۔

۲۳ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۴۰۔

۲۴ تلبیہ ایک کلمہ ہے جو حج کے ایام میں ’لبيك اللّٰهم لبيك‘ کے الفاظ کی صورت میں حاجیوں کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ یہ درحقیقت اس صدا کا جواب ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام کی تعمیر نو کے موقع پر بلند کی تھی۔ یہ توحید کا کلمہ تھا، مگر مشرکین نے اس میں بھی شرک کو داخل کر لیا تھا۔

۲۵ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۴۶۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

(المفصل فی تاریخ العرب، جواد علی ۶/۱۰۵)

قبائل چونکہ اپنے اپنے مختلف بت رکھتے تھے،اس لیے ان کا تلبیہ بھی الگ الگ ہوتا تھا۔ مختلف قبائل جب حج کے لیے بیت اللہ کا رخ کرتے تو ہر قبیلہ اپنے بت کے پاس ٹھہرتا، وہاں نماز پڑھتا اور تلبیہ پڑھتا اور پھر مکہ کی طرف بڑھتا۔[۲۶]

تماثیل سے استعانت

لوگ ان تماثیل کے بارے میں یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ ان کے قبیلوں کی نگہبان ہیں۔ یہ ان کا دفاع کرتی ہیں اور جب ان سے مدد طلب کی جاتی ہے تو بھرپور مدد کرتی ہیں۔[۲۷] وہ سمجھتے تھے کہ یہ تماثیل ان پر احسان کرتی ہیں۔صحت، عافیت، مال، اولاد میں سے جو چیز بھی وہ ان سے مانگیں، وہ انھیں عطا کرتی ہیں۔[۲۸] ہبل قریش کی تماثیل میں سے سب سے بلند مرتبہ تھی۔ وہ اس سے پناہ چاہتے اور التجا کرتے کہ وہ ان کے لیے خیر و برکت کا سامان کرے اور ہر قسم کی تکلیف اور شر سے ان کو محفوظ رکھے۔[۲۹]

عربوں کا یہ عام طریقہ تھا کہ وہ جنگوں کے موقع پر تماثیل اور ان کی علامتوں اور یادگاروں کو اپنے ہم راہ رکھتے تھے۔اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا کہ یہ جنگ میں فتح و کامرانی کے لیے ان کی ہر طریقے سے مدد کریں گی۔ چنانچہ ان کی یہ معروف رسم تھی کہ جب وہ جنگ کے لیے نکلتے تو مختلف اصنام کے عارضی خیموں اور مکانوں کو اپنے ساتھ لے کر نکلتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لات کا ایک خیمہ تھا۔لوگ اسے جنگ میں اپنے ساتھ رکھتے اور میدان جنگ میں پہنچ کر اسے لشکر کے سامنے نصب کر دیتے تھے۔اس سے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانا مقصود ہوتا۔منادی کرنے والے ان بتوں کے نام لے کر انھیں پکارتے تھے۔[۳۰] جنگ احد کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واپس مڑنے کا

۲۶؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۳۷۵، ۳۷۶۔

۲۷؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۶۱۔

۲۸؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۳۳۶۔

۲۹؎ اخبار مکہ، الازرقی ۱/ ۶۶۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اعلان کیا تو ابوسفیان نے بلند آواز میں کہا: ہبل بلند ہوا، ہبل بلند ہوا۔ اس پر آپ نے حضرت عمر سے کہا کہ تم کہو: اللہ بلند ہوا۔ ابوسفیان نے کہا: ہمارے پاس عزیٰ ہے، تمھارے پاس نہیں ہے۔ اس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سیدنا عمر نے کہا: ہمارا مولا اللہ ہے اور تمھارا مولا کوئی نہیں ہے۔[۳۱]

تماثیل کی پرستش

مشرکین عرب نے تمام عبادتوں میں اللہ کے ساتھ ان تماثیل کو بھی شریک کر رکھا تھا۔ وہ ان کے لیے نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اور حج کے مختلف مراسم عبودیت میں انھیں اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سورج کی پرستش کرنے والوں نے ایک خاص معبد میں سورج کا بت بنا رکھا تھا اور سورج کے طلوع، نصف النہار، اور غروب کے موقعوں پر اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے۔[۳۲] مصیبت زدہ لوگ اس بت کے لیے روزے رکھتے اور نمازیں پڑھتے اور اس سے شفا طلب کرتے۔[۳۳] اسی طرح اساف، نائلہ اور دیگر بتوں کے گرد طواف کرنے کی رسم عام تھی۔[۳۴]

تماثیل کی تعظیم و تقدیس

تماثیل کو چومنا، ان کے آگے جھکنا، ان کے گرد طواف کرنا، یہ سب اعمال اہل عرب کے دینی شعائر میں سے تھے۔ وہ انھیں برکت کے لیے چھوتے اور ان کی تقدیس کے لیے ان پر چادریں چڑھاتے تھے۔[۳۵] ان تماثیل کی وہ اسی طرح تعظیم و تقدیس کرتے تھے جس طرح بیت اللہ کی کرتے

۳۰؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۳۵۔

۳۱؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۵۳۔

۳۲؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

۳۳؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۳۳۷۔

۳۴؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۳۸۰۔

۳۵؎ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۹۳۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

تھے اور بیت اللہ ہی کی طرح انھوں نے ان کے معبدوں پر بھی خدام مقرر کر رکھے تھے۔[36]

تماثیل کے معبدوں پر نذر و نیاز

ان تماثیل کے معبد نذر و نیاز کا مرکز تھے۔ یہ سنگ مرمر اور دوسرے قیمتی پتھروں سے بنے ہوتے تھے۔ انھیں نقش و نگار سے مزین کیا جاتا۔ ان معبدوں پر جا کر منتیں مانی جاتیں اور سونا، چاندی، اجناس اور دیگر اشیا کی نذریں پیش کی جاتیں۔[37] اس نذر و نیاز کو وہ ان تماثیل کی طرف سے اس بنا پر اپنے اوپر قرض سمجھتے کہ انھوں نے ان کی نصرت اور شفاعت کی ہے۔[38]

مشرکانہ تصورات اور مراسم کی اس تفصیل سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے کہ عربوں کے گھروں میں موجود جن تماثیل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شنیع قرار دیا ہے، وہ کوئی عام تماثیل نہیں تھیں، بلکہ ان اصنام کی تصاویر اور شبیہیں تھیں جنھیں حی و قیوم اور نافع و ضار سمجھ کر پوجا جاتا تھا۔ یہ اگرچہ لکڑی، پتھر اور دھات وغیرہ جیسے بے جان عناصر سے بنی ہوئی تھیں، مگر مشرکین عرب انھیں فرشتوں اور انسانوں کے قالب تصور کرتے تھے اور ان کے اندر ان کی روحوں کے حلول ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ گویا یہ تماثیل ان کے نزدیک کوئی بے روح اور مردہ اشیا نہیں تھیں، بلکہ روحوں کی حامل زندہ و بیدار مخلوقات تھیں۔ ایک روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہ ''جس گھر میں کتا ہو اور مورت ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ اس بات کو واضح کیا کہ یہاں 'صورۃ' سے مراد 'صورۃ التماثیل'' یعنی ان خاص تماثیل کی تصویریں ہیں، جن میں روحیں تصور کی جاتی ہیں:

اخبرنی ابو طلحۃ صاحب	''مجھے ابوطلحہ نے خبر دی جو نبی کے صحابی اور
الرسول و کان قد شھد بدرا معہ	جنگ بدر میں آپ کے ساتھ شریک تھے کہ نبی
انہ قال (رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر

[36] تفسیر ابن کثیر ۴/ ۲۵۳۔

[37] الانعام ۶: ۱۳۶۔ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۲۰۴۔

[38] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/ ۶۱۔

عليه و سلم) : لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة يريد صورة التماثيل التى فيها الارواح. (بخاری، رقم ۳۷۸۰)

میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا مورت ہو، ان کے نزدیک اس سے مراد ان تماثیل کی مورت ہے جن میں روحیں پائی جاتی تھیں۔''

مسند احمد کی ایک روایت میں اس مفہوم کو صورة روح 'یعنی'' روح والی تصویر' کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ بھی اسی بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تماثیل اور تصاویر کو گھروں میں رکھنے سے منع فرمایا، وہ عام تصویریں نہیں، بلکہ روحوں کے تصور والی تصویریں تھیں۔ روایت یہ ہے:

عن نجى ... قال على ... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم ... قال جبريل ... انها ثلاث لن يلج ملك (دارا) ما دام فيها ابداً واحد منها كلب او جنابة او صورة روح. (رقم ۶۴۸)

''نجی رحمہ اللہ سے روایت ہے... علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل فرماتے ہیں کہ ... تین چیزیں جب تک کسی گھر میں رہتی ہیں تو فرشتہ اُس (گھر) میں کبھی نہیں جاتا۔ ان تین میں سے ایک کتا ہے، دوسری چیز جنبی آدمی اور تیسری چیز روح کی تصویر ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اللہ کی صفت تخلیق کی نقل کرنے کی شناعت

عن ابى زرعة قال دخلت مع ابى هريرة فى دار مروان فراى فيها تصاوير فقال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم يقول قال اللّٰه عزوجل و من اظلم ممن ذهب يخلق خلقا كخلقى . فليخلقوا ذرة او ليخلقوا حبة او ليخلقوا شعيرة. (مسلم، رقم ۲۱۱۱)

''ابوزرعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (ایک روز) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان کے گھر میں داخل ہوا۔ انھوں نے اس میں تصاویر دیکھیں تو کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو میرے مخلوق

بنانے کی طرح مخلوق بنانے نکل کھڑا ہوا۔ (ایسی جسارت کرنے والوں کو چاہیے کہ) وہ ایک ذرہ تو تخلیق کر کے دکھائیں یا گندم یا جو کا ایک دانہ ہی تخلیق کر کے دکھا دیں۔''

اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیان فرمایا ہے۔ اس ارشاد کا مدعا یہ ہے کہ وہ شخص نہایت درجہ ظالم ہے جو اللہ کی طرح وصف تخلیق کا حامل ہونے کے زعم میں مبتلا ہوا اور اس بنا پر اس کی مخلوقات جیسی مخلوقات بنانے کی کوشش کرے۔ فرشتوں، جنوں اور انسانوں جیسی ارفع و اعلیٰ مخلوقات تو کجا، کسی کے لیے مٹی کا معمولی ذرہ بھی تخلیق کرنا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہے تو اس کو چیلنج ہے کہ وہ مٹی کا ایک ذرہ یا اناج کا ایک دانہ مثلاً جو ہی بنا کر دکھا دے۔

اس روایت سے یہ حکم ماخوذ ہوتا ہے کہ 'یخلق خلقا کخلقی' یعنی ''اللہ کی مخلوق جیسی مخلوق بنانا'' نہایت شنیع عمل ہے۔ جو شخص یہ کام کرے گا، وہ ایک حرام کا ارتکاب کرے گا۔[39]

اس حکم کے اطلاق کو سمجھنے کے لیے دو باتوں کا جاننا ضروری ہے: ایک یہ کہ ''خلق'' کا اطلاق کن چیزوں پر ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ ''اللہ کی مخلوق بنانے'' کے کیا معنی ہیں؟

لفظ 'خلق' کا اطلاق ملائکہ، انسان، جن اور جمادات و نباتات کی صورت میں کائنات کی ہر اس جان دار اور بے جان مخلوق پر ہوتا ہے جسے عدم سے وجود میں لایا گیا ہے۔[40] ''اللہ کے مخلوق بنانے'' سے مراد یہ ہے کہ ان مخلوقات کا خالق اللہ پروردگار عالم ہی ہے۔ چنانچہ تخلیق اسی کا وصف ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کے احاطۂ تخلیق سے باہر نہیں ہے۔

---

[39] بعض روایتوں میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے 'یضاھون بخلق اللّٰہ' اور 'یشبھون بخلق اللّٰہ' کے الفاظ آئے ہیں:

''قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اس حال میں کہ انھوں نے باریک پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تماثیل تھیں۔ آپ نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا۔ پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو اللہ کے مخلوق بنانے میں مشابہت اختیار کرتے ہیں۔'' (ابن حبان، رقم ۵۸۴۷) (سنن البیہقی الکبریٰ، رقم ۱۴۳۵۰)

[40] لسان العرب ۱۰/۸۵۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

اس بنا پر ''اللہ کی مخلوق جیسی مخلوق بنانے'' کے معنی مخلوقات الٰہی مثلاً جن و ملائک، انسان و حیوان اور شجر و حجر میں سے کسی مخلوق کے مانند مخلوق بنانا ہی قرار پائیں گے۔ چنانچہ ان میں سے مثال کے طور پر مخلوق انسان کے مانند مخلوق بنانے سے مراد یہ ہوگا کہ ایک ایسا وجود بنایا جائے:

جس کے خط و خال انسانی ہوں،

جو جذبات واحساسات کا مرقع ہو،

جو صاحب ارادہ واختیار ہو،

جو دیکھنے، سننے اور بولنے کی صلاحیت رکھتا ہو،

جو باشعور اور عاقل و بالغ ہو،

جس کے اندر انسان ہی کی طرح روح موجود ہو۔

اس توضیح سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ''اللہ کی مخلوق جیسی مخلوق بنانے'' سے مراد جن و ملائک، انسان وحیوان اور شجر و حجر میں سے کسی مخلوق کا محض پیکر تراشنا، عکس اتارنا یا شبیہ بنانا نہیں ہے، بلکہ اس کو اس کے تمام خلقی اوصاف سمیت تخلیق کرنا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی انسان کی تصویر بناتا ہے تو محض اس کے تصویر بنانے کی بنا پر یہ نہیں کہا جائے گا کہ ''یخلق خلقا کخلقی'' کے مصداق اس نے اللہ جیسی مخلوق بنانے کی جسارت کی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ''یخلق خلقا کخلقی'' کے الفاظ کا اطلاق محض شبیہ، تصویر یا مجسمہ بنانے پر نہیں ہوتا تو پھر وہ کون سا عمل ہے جسے مذکورہ حدیث میں ''اللہ کی مخلوق جیسی مخلوق بنانے'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے جب تاریخ سے رجوع کیا جاتا ہے تو یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ اہل عرب مختلف تصویروں اور مجسموں کو بے روح وجود کی حیثیت سے نہیں بناتے تھے، بلکہ اپنی دانست میں سرتاسر زندہ وجود کے طور پر تخلیق کرتے تھے۔

تماثیل کے بارے میں عربوں کا یہ تصور تھا کہ ان میں انسانوں، فرشتوں اور جنوں کی روحیں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حلول کی ہوئی ہیں، اس وجہ سے یہ زندہ اور ذی شعور وجود ہیں۔ یہ عقل رکھتے، کھاتے پیتے، دیکھتے، بولتے، سنتے اور سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر جواد علی لکھتے ہیں:

کانوا یتصورون أن لها روحا وأنها تسمع وتجیب. ومن الجائز حلول الروح فی الجماد. وقد ورد عن (ابن الکلبی) عن (مالك بن حارثة) أن والد مالك هذا کان یعطیه اللبن، ویکلفه بأن یذهب به الی الصنم ود لیسقیه ... کان یری أن الصنم یعقل ویدرك، یسمع ویری، وانه وان کان من حجر، الا انه ذو روح.

''ان (عربوں) کے ہاں یہ تصور موجود تھا کہ ان (تماثیل) میں روحیں ہوتی ہیں جو سنتی اور جواب دیتی ہیں اور یہ کہ روح کا پتھر میں حلول کرنا بالکل ممکن ہے۔ مالک بن حارثہ کی روایت ہے کہ ان کے والد ان کو دودھ دیا کرتے اور کہتے کہ یہ دودھ ''ود'' صنم کے پاس لے جائیں تاکہ اسے پلا دیں۔... گویا وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ صنم عقل وشعور رکھتا ہے، سنتا اور دیکھتا ہے اور پتھر کا ہونے کے باوجود ذی روح ہے۔''

(المفصل فی تاریخ العرب، جواد علی ۶/۱۴۱)

لات، منات اور عزیٰ فرشتوں کے مجسمے تھے۔ انھیں اپنے ہاتھوں سے تراش کر انھوں نے ان کے بارے میں یہ تصور قائم کر لیا تھا کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور زندہ و بیدار ہیں۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر انسانوں کی تماثیل تھیں، ان کے بارے میں تصور یہ تھا کہ زمانۂ قابیل کے رجال کی روحیں ان میں سرایت کیے ہوئے ہیں[41]۔ اسی طرح انھوں نے جنوں کے بت بھی تراش رکھے تھے اور وہ ان میں جنوں کو زندہ اور موجود سمجھتے تھے[42]۔ تماثیل میں روحوں کے وجود کا عقیدہ لوگوں کے ہاں اس قدر راسخ تھا کہ فتح مکہ کے بعد جب انھیں توڑا جانے لگا تو اس عمل میں شریک

---

[41] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۶/۲۵۴۔

[42] عن ابن ابی کعب ان یدعون من دونه الا اناثا، قال مع کل صنم جنیة.

''ابی بن کعب نے 'ان یدعون من دونه الا اناثا' کی تفسیر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اہل جاہلیت کے خیال میں ہر بت کے ساتھ ایک چڑیل ہوتی تھی۔'' (احمد بن حنبل، رقم ۲۱۲۶۹)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بعض لوگ اس خوف میں مبتلا ہو گئے کہ ان کے اندر سے روحیں اور جن باہر نکل کر انھیں ہلاک کر دیں گے۔ ڈاکٹر جواد علی ''المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام'' میں لکھتے ہیں:

والخوف من هذه الأرواح او الجنة التى كانت تقيم فى أجواف الأصنام على رأى الجاهلين، حمل بعض من عهد اليهم تحطيم تلك الأصنام على التهيب من الاقدام على مثل ذلك العمل خشية ظهورها وفتكها بمن تجاسر عليها وهذا الخوف هو الذى أوحى اليهم. (٦٩/٦)	''عربوں کے اس عقیدے کی بنا پر کہ بتوں کے اندر ارواح اور جنات پائے جاتے ہیں اور اگر ان بتوں کو توڑنے کی کوشش کی گئی تو وہ ارواح اور جنات باہر نکل کر توڑنے والے کو ہلاک کر دیں گے (فتح مکہ کے موقع پر) بعض (کمزور ایمان والے) ایسے لوگ جو بت توڑنے والوں میں شامل تھے، ڈر گئے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں تھا کہ چند خاص تماثیل تھیں جو عرب میں مختلف مقامات پر نصب تھیں، بلکہ اس سے بہت آگے بڑھ کر صورت حال یہ تھی کہ ان کے پجاری جب چاہتے انھی کی صورت پر لکڑی، مٹی، پتھر اور دھات سے تماثیل اور تصاویر بنا کر انھیں انسانوں، فرشتوں اور جنوں کی روحوں کا مسکن بنا لیتے تھے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل عرب ان تماثیل اور تصویروں کو تشکیل دے کر درحقیقت انسانوں، فرشتوں اور جنوں جیسی زندہ مخلوقات کو تخلیق کرنے کے زعم میں مبتلا ہو گئے تھے اور اس طرح اپنے تئیں اللہ کی تخلیق جیسی تخلیق کرنے کی جسارت کر رہے تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ نہایت سنگین جرم تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وعید فرمائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی شناعت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرت میں ایسی تخلیق کرنے والوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ انھیں زندہ کر کے دکھائیں:

فقال رسول الله صلى الله عليه	''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان

وسلم ان اصحاب هذه الصور يعذبون ويقال لهم احيوا ما خلقتم. (مسلم، رقم ۲۱۰۷)

مورتوں والوں کو (آخرت میں) عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے تخلیق کیا ہے اسے زندہ کرو۔‘‘

قرآن مجید نے ان مشرکین عرب کو مخاطب کر کے نہایت صراحت سے اس بات کو واضح کیا کہ تخلیق صرف اللہ ہی کا کام ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ چنانچہ تخلیق کی صلاحیت تم تو کیا، تمھارے وہ معبود بھی نہیں رکھتے جنھیں تم اپنے لیے کارساز اور نافع وضار سمجھتے ہو:

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. (الرعد ۱۳:۱۶)

’’ان (مشرکین) سے پوچھو، آسمانوں اور زمین کا مالک کون ہے؟ کہہ دو، اللہ! ان سے پوچھو تو کیا اس کے بعد تم نے اس کے سوا ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے لیے بھی نہ کسی نفع پر کوئی اختیار رکھتے اور نہ کسی ضرر پر۔ ان سے پوچھو، کیا اندھے اور بینا دونوں یکساں ہو جائیں گے! یا کیا روشنی اور تاریکی دونوں برابر ہو جائیں گی! کیا انھوں نے خدا کے ایسے شریک ٹھیرائے ہیں جنھوں نے اس کی طرح خلق کیا ہے جس کے سبب سے ان کو خلق میں اشتباہ لاحق ہو گیا ہے! بتا دو کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے اور وہ واحد اور سب پر حاوی ہے۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مصوروں پر لعنت اور ان کے لیے عذاب کی وعید

۱۔ عن وهب بن عبد الله قال ان النبی صلی الله علیه وسلم لعن المصور. (بخاری، رقم ۲۰۸۶)

۲۔ قال عبد الله سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول ان اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون. (مسلم، رقم ۲۱۰۹)

۳۔عن عبد اللّٰہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال اشد الناس عذابا یوم القیامۃ رجل قتلہ نبی او قتل نبیا و امام ضلالۃ و ممثل من الممثلین. (مسند احمد، رقم ۳۸۶۸)

۱۔''وہب بن عبداللہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصور پر لعنت فرمائی ہے۔''

۲۔''عبداللہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک، قیامت کے دن شدید ترین عذاب میں گرفتار ہونے والے مصور ہوں گے۔''

۳۔''عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو دیا جائے گا جس کو نبی نے قتل کیا یا جس نے نبی کو قتل کیا اور گمراہی کے امام کو اور 'ممثلین' میں سے کسی 'ممثل' کو۔''

یہ ایک ہی موضوع کی مختلف روایتیں ہیں۔ ان میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصوروں کو ملعون قرار دیا ہے اور قیامت کے روز ان کے لیے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ 'مصور' اور 'ممثل'' صور' اور 'مثل' سے اسماے فاعل ہیں۔ یہ ہم معنی الفاظ ہیں[۴۳] اور تصاویر اور تماثیل بنانے والوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ان سے مراد وہ صناع ہیں جو اپنی کاری گری سے اللہ کی مخلوقات کی مشابہت میں[۴۴] مٹی، پتھر، لکڑی، دھات، اور رنگ و روغن وغیرہ سے مجسمے، شبیہیں، خاکے، نقوش اور تصویریں بناتے ہیں۔ بعثت نبوی کے زمانے میں تصویر کشی اور مجسمہ سازی کو کسب اور پیشے کی حیثیت حاصل تھی۔ عرب میں ان فنون کے ماہرین کا ایک خاص طبقہ موجود تھا جو سنگ تراشی، کندہ کاری، نقاشی، خطاطی اور تصویر کشی کی صنعتوں کے ذریعے سے اپنے لیے سامان معیشت فراہم کرتا تھا:

بعض اهل مكة و سائر مواضع الحجاز الأخرى، كانوا يضعون	''بعض اہل مکہ اور حجاز کے دوسرے تمام علاقوں کے لوگ اپنے گھروں میں تصویریں اور

---

[۴۳] لسان العرب ۴/ ۴۷۳۔

[۴۴] تصاویر اور تماثیل سے مراد وہ اشیا ہیں جو اللہ کی کسی مخلوق کی مشابہت میں بنائی جائیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

الصور والتماثيل فی بیوتهم، وان من الناس کانت تصور وتتعیش من بیع الصور، وأن طائفة أخری کانت تنحت وتعمل التماثیل، وأن طائفة من النساجین والخیاطین کانوا یجعلون صور انسان او حیوان علی الستائر أو الملابس لتزویقها ... وکان بین اهل مکة و غیرها من القری اناس یتعیشون من بیعها.

(المفصل فی تاریخ العرب ۸/۸۳،۹۰)

مجسمے رکھتے تھے۔اور اُن لوگوں میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو تصویریں بناتا اور اُن کو بیچ کر اپنی روزی کماتا تھا۔اور ایک گروہ ایسا تھا جو سنگ تراشی اور مجسمے بنانے کا کام کرتا تھا۔اور ایک گروہ درزیوں اور بافندوں کا تھا جو پردوں اور ملبوسات کو منقش کرنے کے لیے اُن پر انسانوں اور جانوروں کی تصویریں بنایا کرتا تھا... اہل مکہ اور اس کے علاوہ دوسری بستیوں کے لوگ ان مجسموں کی فروخت سے روزگار زندگی کماتے تھے۔''

اس وضاحت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عرب میں مصور کا لفظ فقط تصویر بنانے والوں کے لیے نہیں بولا جاتا تھا، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ بت گروں، مجسمہ سازوں اور نقاشوں کے لیے بھی یکساں طور پر استعمال ہوتا تھا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 'مصور' اور 'مصورون' کے الفاظ استعمال کر کے جن لوگوں کو لعنت اور عذاب کا مستحق قرار دیا، ان سے مراد مصوری، بت گری، کندہ کاری اور عکس بندی کے پیشوں سے وابستہ ہونے والے افراد ہیں۔[45]

---

[45] یہی وجہ ہے کہ بعض روایتوں میں صور کا فعل اور مصور، مصورون کے اسما تماثیل کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں:

عن مسلم بن صبیح قال کنت مع مسروق فی بیت فیه تماثیل مریم فقال مسروق هذا تماثیل کسری فقلت لا هذا تماثیل مریم فقال مسروق اما انی سمعت عبد الله بن مسعود یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون. (مسلم، رقم ۲۱۰۹)

''مسلم بن صبیح سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں مسروق کے ساتھ ایک ایسے گھر میں تھا، جس میں مریم علیہا السلام کی تماثیل (مجسمے یا تصاویر) تھیں۔ مسروق کہنے لگے: یہ کسریٰ کی تماثیل ہیں۔ میں نے کہا: نہیں، یہ مریم کی تماثیل ہیں۔ مسروق نے کہا: آگاہ رہو، میں نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا ہے: وہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اب سوال یہ ہے کہ کیا ان روایتوں میں مصور اور ممثل سے مراد فن مصوری کو اختیار کرنے والا ہر فرد ہے یا اس سے کچھ خاص مصور مراد ہیں۔'المصور' اور 'المصورون' پر داخل عہد کے 'ال' سے واضح ہے کہ یہاں کچھ خاص مصور ہی مراد ہیں۔ تاریخ اور دیگر روایتوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ مصور ہیں جو مشرکانہ مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی تصاویر اور تماثیل بناتے تھے اور اس طرح بت پرستی کے قیام و بقا اور فروغ کا باعث بنتے تھے۔ نقاشی، کندہ کاری، سنگ تراشی اور تصویر کشی کے فنون کو استعمال میں لا کر بنائی جانے والی تصویروں کا مقصد درحقیقت بتوں کی پرستش، ان کی محبت اور ان کی تقدیس ہوتا تھا:

ونعني هنا بتقديس الصور، الصور المقدسة التي تمثل أسطورة دينية أو رجالا مقدسين كان لهم شان في تطور العبادة... فاحب المومنون بهم حفظ ذكراهم وعدم نسيانهم أو الابتعاد عنهم، وذلك بحفظ شيء يشير اليهم ويذكرهم بهم،	''تصویروں کی تقدیس سے ہماری مراد ایسی مقدس تصویریں ہیں جو مذہبی داستانوں یا ان مقدس اشخاص کو ممثل کرتی تھیں جن کا (بتوں کی) عبادت کو آگے بڑھانے میں کوئی اہم کردار تھا... چنانچہ ان لوگوں پر ایمان رکھنے والوں نے یہ چاہا کہ ان کی یاد کو محفوظ کریں، ان کو فراموش نہ کریں اور ان سے دور نہ ہوں۔ یہ مقصد انھوں نے ایسی چیزوں کو محفوظ کر کے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن (ان تماثیل بنانے والے) مصوروں پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا۔''

عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اشد الناس عذاباً یوم القیامة رجل قتل نبیا او قتله نبی او رجل یضل الناس بغیر علم او مصور یصور التماثیل. (المعجم الکبیر، رقم ۱۰۴۹۷)

''عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس امام کو دیا جائے گا جو لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرتا ہے، اور اس شخص کو جس کو نبی نے قتل کیا یا جس نے نبی کو قتل کیا یا تصویریں بنانے والے مصور کو۔''

وهذا الشيء قد يكون صورة مرسومة، وقد يكون صورة محفورة أو منحوتة أو مصنوعة على هيأة تمثال أو رمز يشير الى ذلك المقدس.

(المفصل فی تاریخ العرب، جواد علی ۶/ ۷۰)

حاصل کیا جو ان کی طرف اشارہ کرتی یا انھیں ان کی یاد دلاتی ہوں۔ یہ (محفوظ کی گئی) چیز کبھی خاکے کی طرز پر بنی ہوئی تصویر ہوتی، کبھی کندہ کی ہوئی یا کھودی ہوئی تصویر ہوتی یا مجسمے کی ہیئت میں تراشی گئی مورت ہوتی یا ایسی نشانی ہوتی جو اس مقدس ہستی کی طرف اشارہ کرتی۔''

گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب مصور جو مجسمے اور تصویریں بناتے تھے، ان میں سے بیش تر مختلف دیویوں اور دیوتاؤں سے منسوب ہوتی تھیں اور ان کا استعمال مشرکانہ مقاصد کے لیے ہوتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض منصبی تھا کہ وہ سرزمین عرب سے شرک اور مشرکانہ مظاہر کا بالکلیہ خاتمہ کر دیں۔ چنانچہ جہاں آپ نے پوجی جانے والی تصاویر اور تماثیل کو مذموم قرار دیا، وہاں ان کے بنانے والوں کی مذمت بھی فرمائی۔

بعض روایتوں میں 'الذین یصنعون هذه الصور' ''جو لوگ اس طرح کی تصویریں بناتے ہیں'' اور 'مصور یصور هذه التماثیل' ''وہ مصور جو اس طرح کی تماثیل بناتے ہیں'' کے الفاظ سے انھی تصویروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

عن عبد اللّٰه ابن عمر رضی اللّٰه عنهما ان رسول صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان الذین یصنعون هذه الصور یعذبون یوم القیامة یقال لهم احیوا ما خلقتم.

(بخاری، رقم ۵۹۵۱)

''عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک، وہ لوگ جو اس قسم کی تصاویر بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو۔''

عن ابی عبیدة بن عبد اللّٰه بن مسعود انه قال ان من اشد الناس عذاباً یوم القیامة امام مضل یضل

''ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے: انھوں نے کہا کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب اس گمراہ امام کو دیا جائے گا جو لوگوں کو بغیر علم

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الناس بغير علم او رجل قتل نبیا او رجل قتله نبی او رجل مصور یصور هذه التماثیل.

(مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۹۴۸۷)

کے گمراہ کرتا ہے اور اس آدمی کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو نبی نے قتل کیا اور اس مصور کو جس نے اس قسم کی تماثیل بنائی ہیں۔''

ان مصوروں کی شناعت کا ایک اور پہلو بھی روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ یہ ''یخلق خلقا کخلقی '' کے مصداق عملاً اللہ کی مخلوق جیسی مخلوق بنانے کے گھناؤنے جرم کے مرتکب تھے۔ اس ضمن میں گزشتہ صفحات میں ہم نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ لکڑی، مٹی اور پتھر سے مجسمے تراش کر اور رنگ و روغن وغیرہ سے تصویریں بنا کر یہ گمان رکھتے تھے کہ فرشتوں، انسانوں اور جنوں کی روحیں ان کی بنائی ہوئی تماثیل اور تصاویر میں حلول کرتی ہیں اور لوگوں کے لیے نفع ونقصان کا باعث بنتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے تئیں دانستہ یا نادانستہ اللہ کی مخلوقات جیسی مخلوقات تخلیق کرتے تھے۔ بعض روایتوں میں مصوروں کی مذمت اسی پہلو سے کی گئی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے روز سزا کے طور پر ان سے کہا جائے گا کہ وہ ان بتوں اور تصویروں میں فی الواقع روح ڈال کر تو دکھائیں:

یحدث قتادة قال کنت عند ابن عباس وهم یسالونه ولا یذکر النبی حتی سئل فقال سمعت محمدا یقول من صور صورة فی الدنیا کلف یوم القیامة ان ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ.

(بخاری، رقم ۵۶۱۸)

''قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا جبکہ لوگ ان سے مسئلے پوچھ رہے تھے اور وہ جواب دے رہے تھے، لیکن انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا، یہاں تک کہ ایک شخص نے پوچھا، چنانچہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی دنیا میں تصویر بنائے گا، اس کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اس میں روح ڈال اور وہ روح نہ ڈال سکے گا۔''

درج بالا مباحث سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان مصوروں کو مورد لعنت اور عذاب کا مستحق قرار دیا جو مشرکانہ تصاویر اور تماثیل بناتے تھے اور ان کے اندر روحوں کے حلول

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کے قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی طرح کی تصویریں بنانے والا ایک مصور جب اپنے کسب کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے سیدنا عبداللہ بن عباس کے پاس آیا تو انھوں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنانے کے بعد کہ ہر مصور جہنم میں جائے گا، یہ نصیحت کی کہ ایسی تصویریں بنالو جن کے ساتھ روح کا تصور وابستہ نہیں ہوتا، مگر ایسی تصویریں ہرگز نہ بناؤ جن میں روح تصور کی جاتی ہے:

عن سعيد بن ابی الحسن قال كنت عند ابن عباس رضی اللّٰه عنهما اذا اتاه رجل فقال يا ابا عباس انی انسان انما معيشتی من صنعة يدی وانی اصنع هذه التصاوير فقال ابن عباس لا احدثك الا ما سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول سمعته يقول من صور صورة فان اللّٰه معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها ابداً فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك ان ابيت الا ان تصنع فعليك بهذا الشجر كل شیء ليس فيه روح. (بخاری، رقم ۲۲۲۵)

''سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ، میں ایک ایسا آدمی ہوں جسے اپنے ہاتھ کے ہنر ہی سے روزی کمانی ہے۔ اور میں یہ تصاویر بناتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اِس ضمن میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، جس نے کوئی تصویر بنائی، اللہ تعالیٰ اس کو لازماً عذاب دے گا۔ یہاں تک کہ (سزا کے طور پر) اس سے کہا جائے گا کہ اِس تصویر میں روح پھونکو، (وہ اس میں روح پھونکنے کی کوشش کرے گا) لیکن وہ اس میں کبھی روح نہ پھونک سکے گا۔ وہ شخص یہ سن کر ششدر رہ گیا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ (یہ دیکھ کر) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا ناس ہو، اگر تجھے ضرور تصویر بنانی ہے تو اِس درخت کی بنالے، تصویر بس اسی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

چیز کی بنایا کر جس میں روح نہیں ہوتی۔''

نصب شدہ تماثیل کی ممانعت

عن ابی هريرة رفعه فی التماثيل انه رخص فيما كان يوطأ و كره ما كان منصوباً. (الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، رقم ۲۳۸)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تماثیل کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (مجسموں اور تصویروں) کی اجازت دی ہے جو بچھی ہوتی تھیں اور انھیں ناپسند فرمایا ہے جو آویزاں ہوتی تھیں۔''

اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصب کی ہوئی تماثیل کو ناپسند کیا ہے۔ 'نصب' کے معنی کسی چیز کے بلند ہونے، کھڑا ہونے یا زمین میں گاڑنے کے ہیں[۴۶]۔ اس اعتبار سے منصوب تماثیل کا اطلاق دو طرح کی تماثیل پر ہوتا ہے: ایک وہ جو کسی ستون یا دیوار پر آویزاں ہوں یا دروازے پر لٹکائی گئی ہوں[۴۷] اور دوسرے وہ جو کھڑی ہوئی ہوں یا زمین میں گاڑی گئی ہوں۔

۴۶؎ لسان العرب ۱/ ۷۵۸۔

۴۷؎ لٹکا ہوا کپڑا چونکہ زمین سے بلند ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے بھی منصوب کا لفظ استعمال ہو جاتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ لفظ انھی معنوں میں استعمال ہوا ہے:

عن محمد بن سيرين قال نبئت حطان بن عبد الله قال أتى على صاحب لى فنادانى فأشرفت عليه فقال قرئ علينا كتاب أمير المؤمنين يعزم على من كان فى بيته ستر منصوب فيه تصاوير لما وضعه فكرهت أن نبيت عاصيا فقمنا الى قرام لنا فوضعته قال محمد كانوا لا يرون ما وطئ وبسط من التصاوير مثال الذى نصب. (رقم، ۵۲۲۸۹)

''محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھے حطان بن عبد اللہ کے بارے میں بتایا گیا کہ انھوں نے فرمایا: میرے پاس میرے ایک دوست آئے اور انھوں نے مجھے آواز دی۔ میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں امیر المومنین کا خط پڑھ کر سنایا گیا جس میں انھوں نے حکم دیا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی تصویروں والا پردہ لٹکا ہوا ہے، وہ اسے ضرور اتار دے۔ لہٰذا میں نے اس کو ناپسند کیا کہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

روایتوں میں ان دونوں طرح کی تماثیل کے بارے میں کراہت کا اظہار کیا گیا ہے۔

تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ تماثیل کی یہ تنصیب بالعموم اصنام کی تکریم اور مشرکانہ مراسم انجام دینے کے لیے کی جاتی تھی۔ لوگ اپنے گھروں کی دیواروں، ستونوں، طاقوں اور دروازوں پر ایسے پردے لٹکاتے تھے جن میں ان اصنام کی تصویریں نقش ہوتی تھیں اور ان کے مجسموں اور ان سے منسوب پتھروں کو حجروں، صحنوں، چھتوں اور گلی کوچوں میں نصب کرتے تھے۔ وہ ان کا تقرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کے آگے نذرانے پیش کرتے اور عبودیت کے جذبے کے ساتھ سر نیاز ان کے آگے جھکاتے تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منصوب تماثیل کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ صحابۂ کرام کے حوالے سے بھی روایتوں میں یہی بات بیان ہوئی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں منصوب تماثیل کو ناپسند کرتے تھے:

عن عكرمة قال كانوا يكرهون ما نصب من التماثيل نصبا ولا يرون بما وطئته الأقدام بأسا.

(سنن البیہقی الکبری، رقم ۱۴۳۵۸)

''عکرمہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نصب شدہ تماثیل کو ناپسند کرتے تھے اور وہ جو پاؤں تلے روندی جاتیں (اہانت کی جگہ پر ہوتیں) ان میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے۔''

ثنا ليث قال دخلت على سالم بن عبد اللّٰه وهو متكئ على وسادة فيها تماثيل طير ووحش فقلت أليس يكره هذا قال لا انما يكره ما نصب نصبا.

(مسند احمد، رقم ۶۳۲۶)

''ہم سے لیث نے بیان کیا: انھوں نے کہا کہ میں سالم بن عبد اللہ کے پاس گیا تو وہ ایک ایسے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں پرندوں اور جانوروں کی تصاویر تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ کیا ان کو ناپسند نہیں کیا گیا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ صرف ان کو ناپسند کیا گیا ہے جو نصب کی گئی ہوں۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہم گناہ کی حالت میں رات گزاریں۔ چنانچہ ہم اپنی چادر کی طرف گئے اور میں نے اس کو اتار دیا۔ محمد نے کہا کہ صحابہ ایسی تصویروں کو جو روندی جائیں یا بچھائی گئی ہوں، نصب کی گئی تصویروں جیسا نہیں سمجھتے تھے۔''

صلیب کی تصویر کی شناعت

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها ان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم لم یکن یترك فی بیته شیئاً فیه تصالیب الا نقضه. (بخاری، رقم ۵۹۵۲)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں موجود ہر اس چیز کو توڑ دیتے جس پر صلیب (کی تصویر) بنی ہوتی۔''

اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز کو توڑ دیتے جس پر صلیب کی تصویر بنی ہوتی۔ صلیب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیے جانے کی علامت ہے۔ نصاریٰ کے ہاں اس کی حیثیت ایک متبرک اور مقدس شے کی تھی۔ اس وجہ سے انھوں نے اس کے ساتھ بعض مشرکانہ مراسم وابستہ کر رکھے تھے۔ وہ تقدیس اور تبریک کی غرض سے اس کی شبیہیں بناتے اور اس کے نقوش مختلف اشیا پر رقم کرتے تھے:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

والصلیب من اهم المصطلحات المعروفة عند النصاریٰ، لاعتقادهم بصلب المسیح علیه، حتی صار رمزاً للنصرانیة. وصاروا یعلقونه علی اعناقهم تبرکاً وتیمناً به، وینصبونه فوق منائر کنائسهم وقبابها، لیکون علامة علی متعبد النصاری. وقد اقسموا به. وقد عرف المسلمون تمسك النصاری به، واتخاذهم له شعاراً، حتی کان بعضهم یرسم علی

''صلیب نصاریٰ کے ہاں، ان کے اس عقیدے کی وجہ سے کہ حضرت مسیح کو اس پر مصلوب کیا گیا تھا، معروف اور اہم اصطلاحات میں سے ہے۔ یہاں تک کہ یہ نصرانیت کی علامت بن گئی اور وہ اسے اپنے گلوں میں برکت حاصل کرنے کے لیے لٹکانے لگے۔ اور وہ اسے اپنے گرجوں کے مناروں اور گنبدوں پر نصب کرنے لگے تاکہ یہ نصاریٰ کے معبد کی نشانی بن جائے۔ اور وہ اس کی قسم بھی کھاتے۔ مسلمان نصاریٰ کی اس کے ساتھ وابستگی سے اچھی طرح واقف تھے یہاں تک کہ نصاریٰ میں سے بعض لوگ اس کو اپنی پیشانیوں پر نقش کراتے تھے۔ وہ اس کو چومتے

جبهته، وكانوا يلثمونه ويتمسحون به تبركاً ويزينون صدورهم به.

اور برکت کے لیے اس کو چھوتے اور اپنے سینوں کو اس سے مزین کرتے تھے۔“

(المفصل فی تاریخ العرب، جواد علی ۶/۶۷۷)

بعض روایتوں میں ہے کہ ایک موقع پر جب نجران کے دو راہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے تین ایسی چیزوں کی نشان دہی فرمائی جو ان کے قبول اسلام کی راہ میں رکاوٹ تھیں۔ انھی میں سے ایک چیز صلیب کی عبادت بھی تھی:

یمنعکما من الاسلام: دعاؤکما للّٰه عزوجل ولدا، وعبادتکما الصلیب، واکلکما الخنزیر.

”تم دونوں کو اسلام سے تین چیزوں نے روکا ہوا ہے۔ تمھارا یہ کہنا کہ اللہ کا ایک بیٹا ہے، صلیب کی عبادت کرنا اور سور کھانا۔“

(تفسیر طبری ۳/۱۹۲)

یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلیب کو ’وثن‘ یعنی ’بت‘ سے تعبیر کیا:

عن عدی بن حاتم قال: اتیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وفی عنقی صلیب من ذهب فقال: یا عدی اطرح عنك هذا الوثن.

(ترمذی، رقم ۳۰۲۰)

”عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میرے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی، اس ’وثن‘ کو اپنے اوپر سے اتار پھینکو۔“

اس تفصیل سے واضح ہے کہ صلیب کی تصویر بھی درحقیقت مشرکانہ مراسم سے متعلق تھی اور اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز کو توڑ دیتے جس پر صلیب کی تصویر بنی ہوتی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اہل کلیسا اور تصویروں کی شناعت

عن عائشة ان ام حبيبة و ام سلمة ذكرتا كنيسة راينها بالحبشة فيها تصاوير، فذكرتا لرسول الله صلى الله عليه وسلم. فقال رسول الله

صلى اللّٰه عليه و سلم ؛ ان اولئك اذا كان فيهم الرجل الصالح ، فمات بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور فاولئك شرار الخلق عند اللّٰه يوم القيامة. (بخاری، رقم ۴۱۷، مسلم، رقم ۵۲۸)

''عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کنیسہ[۴۸] کے بارے میں بیان کیا جس میں تصاویر تھیں اور جسے انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِن (عیسائیوں) میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو یہ اُس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اُس مسجد میں یہ خاص تصاویر بناتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں بدترین مخلوق قرار پائیں گے۔''

اس روایت سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے کنیسہ کا ذکر کیا جس میں تصاویر تھیں۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا کہ جب اہل کلیسا میں سے کوئی صالح شخص دنیا سے رخصت ہوتا تو وہ اس کی قبر پر اپنی عبادت گاہ تعمیر کرتے اور اس میں یہ خاص تصویریں بناتے تھے۔
- پھر آپ نے فرمایا کہ قبروں پر عبادت گاہیں تعمیر کرنے والے اور ان میں تصویریں بنانے والے یہ لوگ قیامت میں بدترین مخلوق قرار پائیں گے۔

اس روایت میں تصویریں بنانے کی شناعت کو بیان کرنے کے لیے 'تلك الصور' یعنی ''یہ تصویریں'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ ان سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مخصوص تصویروں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ یہاں سیدنا عیسیٰ اور سیدہ مریم علیہما السلام کی تصویریں مراد ہیں۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نصاریٰ ان کی تصویروں اور مجسموں سے اپنے کلیساؤں کو مزین کرتے تھے۔ غالباً انھی کے زیر اثر مشرکین عرب نے بھی بیت اللہ کی دیواروں پر ان برگزیدہ

---

[۴۸] عیسائیوں کی عبادت گاہ۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہستیوں کی تصویریں بنائیں۔ڈاکٹر جواد علی کلیساؤں اور بیت اللہ میں ان کی تصویروں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وقد کانت الکنائس مزینة بالتماثیل والصور، تمثل حوادث الکتاب المقدس وحیاة المسیح ... وان صور الانبیاء وصورة عیسیٰ وامه مریم التی ذکر الاخباریون انها کانت مرسومة علی جدار الکعبة ...هی دلیل علی اثر النصرانیة فی مکة.

’’کلیسا تصویروں اور مجسموں سے مزین ہوتے تھے۔ یہ (تصویریں اور مجسمے) کتاب مقدس کے واقعات اور سیدنا مسیح علیہ السلام کی زندگی کا منظر پیش کرتے تھے ... انبیا علیہم السلام، حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ حضرت مریم کی تصاویر جن کے بارے میں مورخین نے ذکر کیا ہے کہ وہ کعبہ کی دیواروں پر نقش تھیں... یہ چیز مکہ میں نصرانیوں کے اثر کی دلیل ہے۔‘‘

(المفصل فی تاریخ العرب ۶/۶۵۰، ۶۶۶)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سیدنا عیسیٰ اور سیدہ مریم علیہا السلام کے بارے میں نصاریٰ چونکہ الوہیت کے تصورات رکھتے تھے جو ظاہر ہے کہ شرک اور مشرکانہ مراسم کو مستلزم ہیں، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تماثیل بنانے پر آخرت کے عذاب کا اعلان فرمایا[۴۹]۔

تصویر کی پرستش کرنے والوں کے لیے وعید

عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال یجمع اللّٰه الناس

۴۹؎ اس روایت میں ’تلك الصور‘ کے الفاظ کا مصداق سیدنا عیسیٰ اور سیدہ مریم علیہا السلام کی تصاویر کے بجائے ’الرجل الصالح‘ کے الفاظ کی روشنی میں ’’مرنے والے نیک لوگوں کی تصاویر‘‘ کو بھی قرار دیا جا سکتا ہے، مگر اس سے ہمارے اس نقطۂ نظر میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا کہ یہ روایت اصلاً مشرکانہ تماثیل کی شناعت کو بیان کر رہی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ یہ انسانوں کا عام طریقہ ہے کہ جب ان کا کوئی پارسا آدمی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اکثر اوقات اس کی تکریم اس کی زندگی سے بھی زیادہ ہو جاتی اور اس کی قبر مرجع خلائق بن جاتی ہے۔ یہ چیز، ظاہر ہے کہ مشرکانہ مراسم کی بنیاد بنتی اور غیر اللہ کی عبادت اور پرستش کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

یوم القیامة فی صعید واحد ثم یطلع علیھم رب العالمین فیقول الا یتبع کل انسان ما کانوا یعبدونه فیمثل لصاحب الصلیب صلیبه ولصاحب التصاویر تصاویره ولصاحب النار ناره فیتبعون ما کانوا یعبدون.

(ترمذی، رقم ۲۵۵۷)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک بڑے میدان میں جمع کریں گے۔ پھر پروردگار عالم ان کی طرف متوجہ ہوں گے اور فرمائیں گے: کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر شخص اسی چیز کے پیچھے چلے جس کی وہ پوجا کرتا تھا۔ پھر صلیب کے پجاری کے لیے اس کی صلیب، تصاویر کے پجاری کے لیے اس کی تصاویر اور آگ کے پجاری کے لیے اس کی آگ مجسم کر دی جائے گی۔ پھر سب لوگ اپنے اپنے معبودوں کے پیچھے چلیں گے۔''

اس روایت میں حسب ذیل باتیں بیان ہوئی ہیں:

- قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام انسان ایک بڑے میدان میں جمع ہوں گے۔
- پھر اللہ تعالیٰ ظاہر ہوں گے اور انسانوں کو اپنے اپنے معبودوں کی پیروی میں چلنے کا حکم دیں گے۔
- اس کے بعد صلیب، تصویر اور آگ جیسی معبود بنائی جانے والی مادی اشیا کو مجسم صورت دے دی جائے گی۔
- پھر سب لوگ اپنے اپنے معبود کی پیروی میں چلیں گے۔

اس روایت میں ان تین مادی اشیا کا ذکر ہوا ہے جن کی اہل جاہلیت پرستش کیا کرتے تھے۔ اہل کلیسا صلیب کو بتوں کی طرح پوجتے تھے، بعض گروہ آگ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے[۵۰] اور بعض قبائل تصاویر کی پرستش کرتے تھے[۵۱]۔ روایت کے الفاظ 'فیتبعون ما کانوا یعبدون' سے واضح ہے کہ یہاں صلیب، آگ اور تصاویر کی شناعت سرتاسر ان کی عبادت کے پہلو سے ہے۔

۵۰؎ بنی تمیم کے بعض لوگ آگ کی پرستش کرتے تھے۔ (لسان العرب ۶/۶۹۳)

۵۱؎ تصاویر سے مراد یہاں محض رنگ و روغن سے بنی ہوئی تصویریں نہیں ہیں، بلکہ یہ یہاں تماثیل کے مترادف کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ یہاں اس سے مراد مجسمے، شبیہیں، نقوش اور تصویریں ہیں۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

اپنی جنس کے لحاظ سے ان کے مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے[۵۲]۔ چنانچہ یہاں صرف انھی تصاویر کی شناعت بیان ہوئی جنھیں مشرکانہ مقاصد کے تحت بنایا جاتا تھا۔ اسی روایت کے ایک طریق میں تصاویر کے بجائے اوثان اور اصنام کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو مشرکانہ تماثیل کے لیے خاص ہیں۔ ان سے اسی بات کی تصدیق ہوتی ہے:

عن ابی سعید الخدری قال النبی ... یجمع اللّٰہ الناس یوم القیامة فی صعید واحد قال فیقال من کان یعبد شیئا فلیتبعہ قال فیتبع الذین کانوا یعبدون الشمس الشمس فیتساقطون فی النار ویتبع الذین کانوا یعبدون القمر القمر فیتساقطون فی النار و یتبع الذین کانوا یعبدون الاوثان الاوثان والذین کانوا یعبدون الاصنام الاصنام فیتساقطون فی النار قال و کل من کان یعبد من دون اللّٰہ حتی یتساقطون فی النار. (مسند احمد، رقم ۱۰۷۴۳)

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ... اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک بڑے میدان میں جمع کرے گا۔ آپ نے فرمایا: پھر کہا جائے گا، ہر آدمی اپنے معبود کی پیروی کرے۔ چنانچہ سورج کے پجاری سورج کی پیروی کریں گے، تو وہ آگ میں پے در پے جا گریں گے اور چاند کے پجاری چاند کی پیروی کریں گے اور آگ میں پے در پے جا گریں گے اور اوثان (تماثیل) کو پوجنے والے اوثان کی اور اصنام (تماثیل) کو پوجنے والے اصنام کی، پس یہ پے در پے آگ میں جا گریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے سوا، ہر وہ (چیز) جس کی عبادت کی جاتی تھی (وہ اپنے پیرووں کو لے کر چلے گی) حتیٰ کہ وہ آگ میں جا گریں گے۔''

۵۲؎ چنانچہ اگر کوئی شخص اس روایت سے تصاویر کی علی الاطلاق حرمت کا حکم اخذ کرتا ہے تو پھر اس کے لیے لازم ہے کہ وہ یہی حکم صلیب اور آگ کے لیے بھی اخذ کرے۔ واضح رہے کہ آلۂ سزائے قتل ہونے کے اعتبار سے صلیب کی اباحت قرآن مجید سے بھی منصوص ہے۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

بیت اللہ سے تصویروں کو مٹانے اور مجسموں کو نکالنے کا حکم

۱۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لما رأی الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بها فمحیت. (بخاری، رقم ۳۳۵۲)

۲۔ عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لما قدم ابی ان یدخل البیت و فیه الالهة فامر بها فاخرجت فاخرجوا صورة ابراهیم و اسماعیل. (بخاری، رقم ۱۶۰۱)

۱۔ ''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ کے موقع پر) جب بیت اللہ میں تصاویر دیکھیں تو آپ اس میں داخل نہیں ہوئے، یہاں تک کہ وہ آپ کے حکم سے مٹا دی گئیں۔''

۲۔ ''ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (مکہ میں) آئے تو آپ نے 'آلھۃ' (باطل معبودوں) کی موجودگی میں بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ آپ نے انھیں نکال دینے کا حکم دیا، چنانچہ وہ نکال دیے گئے۔ (اس موقع پر) لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کے مجسمے بھی نکالے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

یہ فتح مکہ کے موقع کی روایتیں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بیت اللہ سے تصویروں کو مٹانے اور مجسموں کو نکالنے کا حکم دیا[۵۳] اور آپ اس وقت تک اندر داخل نہیں ہوئے جب تک اللہ کے گھر کو ان سے پاک نہیں کر دیا گیا۔

احادیث اور تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ کی دیواروں اور ستونوں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں اور لکڑی، پتھر اور دھات وغیرہ سے بنے ہوئے مجسمے اس کے اندر مختلف مقامات پر نصب تھے۔ یہ تماثیل ملائکہ، انبیا اور بعض دوسرے انسانوں سے منسوب تھیں۔ ان میں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی تماثیل بھی

۵۳؎ ان روایتوں کے الفاظ 'الصور' اور 'صورة' ہی سے واضح ہے کہ ان سے تصویریں اور مجسمے، دونوں مراد ہیں، تاہم 'محیت' اور 'اخرجت' کے افعال سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں تصویروں کے ساتھ ساتھ مجسمے بھی مراد ہیں۔

موجود تھیں:

وزوقوا سقفها وجدرانها من بطنها ودعايمها وجعلوا فی دعايمها صور الأنبياء، وصور الشجر، وصور الملائكة فكان فيها صورة ابراهيم خليل الرحمٰن شيخ يستقسم بالازلام، وصورة عيسى بن مريم وأمه، وصورة الملائكة عليهم السلام اجمعين.

''اورانھوں نے کعبہ کی چھت، دیواروں، صحن اور ستونوں میں نقش ونگار کیا اور اس کے ستونوں میں انبیا، درختوں، اور فرشتوں کی تصویریں بنائیں۔ ان میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تصویر بھی تھی، اس حال میں کہ وہ تیروں پر فال کھول رہے تھے اور حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ حضرت مریم کی تصویر بھی تھی اور فرشتوں کی تصویریں بھی تھیں۔''

(اخبار مکہ ۱/ ۱۶۵)

بیت اللہ میں موجود ان بتوں کی تعداد ۳۶۰ بیان کی جاتی ہے۔ یہ سب کے سب مجسمے نہیں تھے، بلکہ ان میں تصویریں بھی شامل تھیں۔ سید سلیمان ندوی ''تاریخ ارض القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے، یہ کل پتھر کی مورتیں نہ تھیں کہ اتنی تعداد تو کعبہ کی وسعت میں سما بھی نہیں سکتی تھی، بلکہ ان میں خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی، دیواروں پر بزرگوں اور دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا، اس لیے ہر فرقہ کے معبود اور بزرگان دین کا اس گھر میں مجمع تھا، چنانچہ بتوں کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت مسیح اور حضرت مریم کی تصویریں تھیں، اس لیے کعبہ کے یہودیوں، اسماعیلی عربوں اور عیسائیوں کے لیے بھی مرجع القلوب بننے کا دعویٰ سمجھا جا سکتا ہے۔'' (۴۷۸)

فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان تمام تماثیل کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس مقصد سے آپ نے بعض اصحاب کو زم زم کا پانی لا کر انھیں مٹانے کا حکم دیا، بعض کو یہ ارشاد فرمایا کہ ان پر زعفران مل دیں اور بعض کو انھیں گرانے اور توڑنے کا حکم دیا:

فلما كان يوم فتح مكة دخل رسول الله (ص) فأرسل الفضل

''فتح مکہ کے دن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فضل بن عباس بن

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بن العباس بن عبد المطلب فجاء بمـاء زمزم ثـم أمـر بثوب وأمر بطمس تلك الصور، فطمست.
(اخبار مکہ ۱/۱۶۵)

عبد المطلب کو بھیجا جو زمزم کا پانی لے کر آئے۔ پھر آپ نے ایک کپڑا منگوایا اور ان تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان تصویروں کو مٹا دیا گیا۔''

عـن مسافع بن شيبة عن ابيه شيبة قـال دخـل رسـول اللّٰـه الكعبة فصلى ركعتين فراى فيها تصاوير فـقـال يا شيبة اكفنى هذه فاشتد ذلك عـلى شيبة فقال له رجل من اهـل فـارس ان شـئـت طليتهـا ولطختها بزعفران ففعل.
(المعجم الکبیر، رقم ۷۱۹۳)

''مسافع اپنے والد شیبہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ نے وہاں کچھ تصاویر دیکھیں تو آپ نے کہا: اے شیبہ ان کو مٹا دو تو شیبہ کو یہ مشکل لگا۔ ان میں سے فارس کے ایک آدمی نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان پر زعفران مل دوں؟ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔''

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تماثیل کو ختم کرنے کے عمل میں آپ خود بھی شریک ہوئے:

حـدثـنـا عـلـى قـال انطلقت مع رسـول اللّٰـه ليلا حتى اتينا الكعبة فـقال لى اجلس فجلست فصعد رسـول اللّٰـه عـلـى منكبى ثم نهضت به فلما راى ضعفى تحته قال اجلس فجلست فنزل رسول اللّٰـه وجلس لى فقال اصعد الى منكبى ثم صعدت عليه ثم نهض بى حتى انـه ليخيـل الى انى لو شئت نلت أفق السماء وصعدت

''حضرت علی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ ہم خانہ کعبہ پہنچ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ، چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھے پر چڑھ گئے۔ پھر میں ان کو لے کر کھڑا ہو گیا تو جب انھوں نے اپنے نیچے میری کمزوری کو محسوس کیا تو مجھے بیٹھنے کو کہا تو میں بیٹھ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتر گئے اور میرے لیے بیٹھ گئے اور کہا کہ میرے کندھے پر چڑھ جاؤ پھر میں آپ کے

www.javedahmadghamidi.com

علی البیت فأتیت صنم قریش وھو تمثال رجل من صفر او نحاس فلم ازال أعالجه یمینا وشمالا وبین یدیه وخلفه حتی استمکنت منه قال ورسول اللّٰه یقول هیه هیه وانا اعالجه فقال لی اقذفه فقذفته فتکسر کما تکسر القواریر. (ابی یعلی، رقم ۲۹۲)

کندھے پر چڑھ گیا اور آپ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ سکتا ہوں اور میں کعبہ پر چڑھ گیا اور قریش کے بت کے پاس پہنچ گیا جو پیتل یا تانبے سے بنا ہوا ایک انسانی مجسمہ تھا۔ اور میں (اس کو اس کی جگہ سے ہلانے کے لیے) اس کو دائیں سے بائیں اور آگے سے پیچھے (ہٹانے کی) تگ و دو کرنے لگا۔ یہاں تک کہ میں اس پر قادر ہو گیا۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ جب میں اس کو ہٹانے کی تگ و دو کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے رہے: چلو، توڑ دو، ہاں توڑ دو۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو نیچے پھینک دو تو میں نے اس کو پھینک دیا تو وہ ایسے ٹوٹ گیا جیسے شیشہ ٹوٹتا ہے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عن صفیة بنت شیبة: قالت لما اطمأن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عام الفتح طاف علی بعیر یستلم الرکن بمحجن بیده ثم دخل الکعبة فوجد فیها حمامة عیدان فکسرها ثم قام علی باب الکعبة فرمی بها وانا انظره.
(ابن ماجہ، رقم ۲۹۴۷)

''صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب ذرا پُر سکون ہوئے، تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر حجر اَسود کا اس لکڑی سے استلام کیا، جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر آپ کعبہ میں داخل ہوئے، آپ نے وہاں لکڑی کی بنی ہوئی ایک کبوتری دیکھی تو آپ نے اسے توڑ دیا اور پھر آپ کعبے کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسے پھینک دیا اور میں اس وقت آپ (کے اس سارے عمل) کو دیکھ رہی تھی۔[۵۴]''

یہ بات معلوم ومعروف ہے کہ ان تماثیل کو مٹانے کا اصل سبب ان کا مشرکانہ عقائد اور مراسم سے وابستہ ہونا ہے[۵۵]۔ درج بالا بخاری کی روایت میں 'آلھة' کے لفظ سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔ یعنی یہ تصویریں اور مجسمے درحقیقت وہ تماثیل تھیں جو پرستش کے لیے مختص تھیں۔ یہی وجہ ہے

---

۵۴ کبوتری کا مجسمہ توڑنے کے اس واقعے کو اگر درج بالا روایتوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا تعلق بھی مشرکانہ مظاہر سے ہوگا۔

۵۵ بعض روایتوں میں یہ بات نقل ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں موجود تصویروں کو مٹانے کے حکم سے سیدہ مریم اور سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کی تصویروں کو مستثنیٰ رکھا اور اس مقصد کے لیے آپ نے اپنے ہاتھ ان تصویروں پر رکھ دیے۔ یہ بات کسی طور پر درست تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ ازرقی نے اپنی کتاب ''اخبار مکہ'' میں اس پر نہایت مفصل تنقید کی ہے اور دوسری روایتوں کی روشنی میں اسے غلط قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو تصویروں کو باقی رکھنے کا حکم دیا ہو، جبکہ جابر کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جب وہ بطحا میں تھے کہ وہ کعبہ جائیں اور اس میں موجود تمام تصویروں کو مٹا دیں اور اس وقت تک اس میں داخل نہ ہوں، جب تک کہ تمام تصویریں مٹا نہ دیں۔ اور عمر ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے ان کو باہر نکالا جیسا کہ فتح الباری میں ہے اور آگے اس کتاب میں بھی آئے گا۔ اور انھوں نے الفتح میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر ہی ہیں جنھوں نے oily paintings کو مٹا دیا اور مخروطوں کو باہر نکالا دیا۔ ازرقی علی المواہی اور حدیث جابر میں ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابراہیم کی تصویر کو چھوڑ دیا تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے تو آپ نے اس تصویر کو دیکھا اور حضرت عمر سے کہا کیا میں نے تم کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ کسی تصویر کو بھی نہیں چھوڑنا اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرے گا جنھوں نے ان کی تصویر بنائی، اس حال میں کہ وہ تیروں پر فال کھول رہے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مریم کی تصویر دیکھی اور فرمایا کہ یہاں پر موجود ہر تصویر کو مٹا دو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جنگ کرے گا جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو انھوں نے پیدا نہیں کیا۔ وہ الفتح میں بیان کرتے ہیں کہ اسامہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کچھ تصویریں دیکھیں۔ آپ نے پانی منگوایا اور ان کو مٹانا شروع کر دیا۔ اور یہ اس بات پر محمول ہے کہ یہ باقی رہ جانے والی وہ تصویریں تھیں جو اس شخص سے پوشیدہ رہ گئی تھیں جس نے سب سے پہلے ان تصویروں کو مٹایا۔ ابن عائد سعید بن عبدالعزیز سے بیان

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کہ بعض روایتوں میں ان تماثیل کے لیے 'صنم' کا لفظ نقل ہوا ہے جس کے معنی ہی پوجے جانے والے مجسمے کے ہیں۔

مسلم کی ایک روایت میں ان کے لیے صنم کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے بت کی آنکھ میں کمان ماری جس کی پرستش کی جاتی تھی۔

قال واقبل رسول اللّٰہ حتی اقبل	''انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی الحجر فاستلمه ثم طاف	تشریف لائے، یہاں تک کہ حجر اسود کے پاس

کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر بھی باقی رہ گئی تھی۔ یہاں تک کہ ان کی تصویر کو غسان کے بعض نصاریٰ نے دیکھا، جو اسلام لائے تھے۔... پھر جب ابن زبیر نے کعبہ کو ڈھایا تو ان دونوں کو مٹا دیا گیا اور ان کا کوئی نشان تک باقی نہ رہا۔ عمر بن شبیہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عاصم نے اور انھوں نے ابن جریج سے بیان کیا کہ سلیمان بن موسیٰ نے عطا سے پوچھا کہ کیا آپ نے کعبہ میں تصویریں دیکھیں تو انھوں نے جواب دیا، ہاں، میں نے وہاں حضرت مریم کی تصویر دیکھی، اس حال میں کہ ان کی گود میں ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ تھے۔ اور یہ درمیان والے ستون میں تھی جو کہ دروازے کے ساتھ تھا۔ انھوں نے پوچھا یہ کب مٹائی گئی تو انھوں نے جواب دیا جب کعبہ میں آگ لگی اور اس کے ساتھ ابن جریج سے روایت ہے کہ مجھ سے ابن دینار نے بیان کیا کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں موجود تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا۔ یہ سند صحیح ہے اور عبد الرحمٰن بن مہران والی سند سے وہ عمیر مولی بن عباس سے وہ اسامہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان کو پانی لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ پانی کا ایک ڈول لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کو پانی سے بھگویا۔ آپ اس کپڑے کو ان تصویروں پر پھیرتے جاتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جنگ کرے گا جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو انھوں نے پیدا نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی تہبندیں اتار لیں اور ڈول پکڑ لیے اور زم زم کے کنوئیں سے پانی بھر بھر کر کعبہ کو باہر اور اندر سے دھویا اور مشرکین کے کسی نشان کو باقی نہ چھوڑا اور اس کو دھو دیا۔ تو ہو سکتا ہے کہ حضرت مریم کی تصویر اس دھونے سے نہ مٹی ہو۔ کلام الزرقانی علی المواہب۔ اور تم اس ساری بات سے یہ جان گئے ہو کہ اس اضافے کے بطلان پر یہ سب سے مضبوط شہادت ہے۔ اللہ بزرگ و برتر اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔'' (اخبار مکہ ۱/۱۶۵)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بالبيت قال فأتى على صنم الى جنب البيت كانوا يعبدونه قال وفى يد رسول اللّٰه قوس وهو آخذ بسية القوس فلما أتى على الصنم جعل يطعنه فى عينه ويقول جاء الحق وزهق الباطل.

(رقم ۱۷۸۰)

پہنچے اور اس کو چھوا، پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا (اگرچہ آپ احرام سے نہ تھے، کیونکہ آپ کے سر پر خود تھا) پھر ایک بت کے پاس آئے جو کعبہ کے پہلو میں رکھا تھا اور لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔آپ کے ہاتھ میں کمان تھی۔آپ اس کا کونا اس کی آنکھ میں کونچنے لگے اور فرمانے لگے حق آیا اور باطل مٹ گیا۔''

ابن حبان کی روایت میں نقل ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس وقت وہاں پر ۳۶۰ صنم تھے۔آپ نے انھیں چھڑی ماری:

عن عبداللّٰه قال دخل النبى المسجد وحوله ثلاث وستون صنما فجعل يطعنها بعود كان معه ويقول جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا.

(رقم ۵۸۶۲)

''عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو اس وقت اس کے گرد ۳۶۰ بت تھے۔آپ انھیں اس چھڑی سے مارنے لگے جو آپ کے پاس تھی اور فرمانے لگے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔بے شک، باطل کو مٹنا ہی تھا۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مسلم اور ابن حبان کی درج بالا روایتوں میں 'جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا' یعنی ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا'' کے الفاظ بھی اسی بات کی تصریح کرتے ہیں کہ یہاں باطل خداؤں کا انہدام مقصود ہے، تماثیل اپنی نوع کے اعتبار سے یہاں زیر بحث ہی نہیں ہیں۔

تماثیل اور قبروں کو مٹانے کا حکم

عن ابى الهياج الاسدى قال قال لى على بن ابى طالب الا ابعثك

علی ما بعثنی علیه رسول الله ان لا تدع تمثالاً الا طمسته و لا قبراً مشرفاً الا سویته. (مسلم، رقم ۹۶۹)

''ابی الہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں اس مہم پر نہ بھیجوں جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا؟ یعنی یہ کہ کوئی تمثال نہ چھوڑو، مگر یہ کہ اس کو مٹا دو اور کوئی بلند قبر نہ چھوڑو، مگر یہ کہ اس کو زمین کے برابر کر دو۔''

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دو احکام دے کر روانہ کیا تھا:

ایک یہ کہ ہر تمثال یعنی تصویر اور مجسمے کو مٹا دیا جائے۔

دوسرے یہ کہ ہر بلند قبر کو سطح زمین کے برابر کر دیا جائے۔

اس روایت میں تمثال کو مٹانے اور قبر کو برابر کرنے کے دونوں حکم باہم متصل بیان ہوئے ہیں، اس بنا پر ان میں کسی مشترک علت کا ہونا قرین حقیقت ہے۔ چنانچہ تمثال کو مٹا دینے کے حکم کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ قبر کو برابر کرنے کے حکم کی علت معلوم کی جائے۔ بلند قبروں کو ہموار کر دینے کا سبب ان کے ساتھ مشرکانہ مراسم کا وابستہ ہونا ہے۔ حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے موقع پر عرب اپنے بزرگوں کی قبروں کی پرستش کرتے تھے۔ وہ یہ تصور رکھتے تھے کہ ان کے اندر زندہ روحیں موجود ہیں جو عقل و شعور رکھتی ہیں، ان کی داد و فریاد کو سنتی ہیں اور انھیں نفع و نقصان پہنچانے کی پوری صلاحیت رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر جواد علی لکھتے ہیں:

ان المشرکین کانوا یقدسون قبور اسلافهم، و یتقربون الیها، لزعمهم أنهم أحیاء، لهم أرواح، تعی و تسمع و تدرك، تفرح و تغضب و تجیب، و تنفع و تضر. (المفصل فی تاریخ العرب ۶/ ۱۴۲)

''مشرکین اپنے اسلاف کی قبروں کو مقدس جانتے تھے اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے۔ اپنے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کی ارواح ہیں جو سنتی ہیں، شعور رکھتی ہیں، خوش ہوتی ہیں، غصہ کرتی ہیں، جواب دیتی ہیں، نفع و نقصان پہنچاتی ہیں۔''

و قد عظم بعض أهل الجاهلیة

''بعض اہل جاہلیت اپنے سرداروں کی قبروں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

قبـور سـاداتهـم ورؤسـائهـم واتـخـذوهـا أضرحة يزورونهـا ويتـقـربـون اليهـا ويتبركون بها، وقـد بـلـغ مـن بعضهم ان جعلها حمي وملاذا من دخل اليها أمن، ومـن لـجـأ اليهـا وكان محتاجا أغيـث، ومـن طـلـب الـعـون واستغاث بصاحب القبر أغيث، حتـى صارت فـى منزلة المعابد. ومـنهـا أضرحة السدنة والكهان وسادات القبائل.

(المفصل فی تاریخ العرب ۶/ ۴۴۸)

کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔انھوں نے ان قبروں کومزار بنالیا تھا جن کی وہ زیارت کرتے ،اور ان سے تقرب اور برکت حاصل کرتے تھے۔ ان میں سے بعض نے ان کو پناہ گاہیں بنالیا جو بھی اس میں پناہ چاہنے کے لیے داخل ہوتا تو اس کو پناہ دی جاتی اور جو بھی محتاجی کی حالت میں اس کی پناہ لیتا،اس کی مدد کی جاتی۔اور جو بھی صاحب قبر سے مدد طلب کرتا تو اس کی مدد کی جاتی ،یہاں تک کہ یہ قبریں معابد بن گئیں اور ان میں سے بعض خادموں ، کاہنوں اور قبیلوں کے سرداروں کے مزار تھے۔‘‘

قبر پرستی کا یہی وہ پس منظر ہے جس کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر گنبد بنانے ،انھیں مشرکانہ مراسم کی غرض سے پختہ کرنے ،انھیں مسجد کا مقام دینے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

عـن جابر رضى الله عنه قال نهى رسـول الـلّه صلى الله عليه وسلم ان يـجـصص القبر وان يعقد عليه وان يبنى عليه. (مسلم،رقم ۹۷۰)

’’جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ قبروں کو پختہ کیا جائے اور اس سے کہ لوگ ان پر بیٹھیں اور اس سے کہ ان پر گنبد بنائیں۔‘‘

الا مـن كـان قبـلـكـم كـانـوا يتـخـذون قبـور انبيـائهـم وصـالحيهم مساجد انى انهاكم عن ذالك. (مسلم،رقم ۵۳۲)

’’(نبی کریم کا ارشاد ہے) خبردار رہو،تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے۔(کہیں تم قبروں کو مسجد نہ بنانا) میں تم کو اس بات سے منع کرتا ہوں۔‘‘

عـن ابى مرثد الغنوى رضى الله

’’ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عـنـه قـال قـال رسول الله صلى الـلّـه علیه وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها.

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں پر نہ بیٹھو اور ان کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو۔''

(مسلم، رقم ۹۷۲)

ان روایتوں سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بلند قبروں کو ہموار کر دینے کا سبب درحقیقت ان کے ساتھ مشرکانہ مراسم کا وابستہ ہونا ہے۔ تمثال کو مٹانے کے حکم کا بھی یہی سبب ہے۔ تماثیل کے حوالے سے گزشتہ مباحث میں درج تاریخی تفصیلات سے یہ بات ہر لحاظ سے متعین ہوگئی ہے کہ مشرکین عرب نے تماثیل کے ساتھ مشرکانہ تصورات قائم کر رکھے تھے اور انھیں بت پرستی کے سب سے بڑے مظہر کی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ 'تمثال کو مٹانے' کا حکم درحقیقت پوجے جانے والے بتوں اور ان کی شبیہوں اور تصویروں کو مٹانے کا حکم ہے۔ اس بات کی تصدیق اسی روایت کے بعض دوسرے طرق سے بھی ہوتی ہے۔ مسند احمد میں اسی روایت میں تمثال کے بجائے 'صنم' کا لفظ استعمال ہوا ہے جو پوجی جانے والی تماثیل کے ساتھ خاص ہے:

عـن جـريـر بن حيان عن ابیه ان عـلـيـا رضی الـلّـه عنه قال ابعثك فیـمـا بعثنی رسول الله صلی الله عـلـیـه وسلم امرنی ان اسوی کل قبر واطمس کل صنم. (رقم ۶۸۳)

''جریر بن حیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی نے فرمایا: میں تم کو ایسے کام کے لیے بھیجتا ہوں جس کے لیے مجھے رسول اللہ نے بھیجا تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر قبر کو زمین کے برابر کر دوں اور ہر بت کو مٹا دوں۔''

مسند ابی یعلیٰ میں وہ واقعہ نقل ہوا ہے جس کا حوالہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ روایت میں دیا ہے۔ اس میں قبر کو ہموار کرنے اور تصویر کو مٹانے کے حکم کے ساتھ 'ولا وثـنـا الا كسرتـه' ''کوئی بت نہ چھوڑوں، مگر اس کو توڑ دوں'' کے الفاظ بھی روایت ہوئے ہیں۔ وثن کا لفظ صنم کا ہم معنی ہے اور ان تماثیل کے لیے مخصوص ہے جن کی پرستش کی جاتی تھی:

عن علی قال خرج رسول الله فی جنازة فقال ألا رجل یذهب الی

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے لیے نکلے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

المدينة فلا يدع قبرا الا سواه ولا صورة الا طلخها ولا وثنا الا كسره فقام رجل وهاب أهل المدينة فقام علی فقال أنا يارسول الله قال فذهب ثم جاء فقال يا رسول الله لم آتك حتی لم أدع فيها قبرا الا سويته ولا صورة الا لطختها ولا وثنا الا كسرته قال من عاد الی صنعة شیء منه فقد كفر بما انزل علی محمد. (مسند ابی یعلیٰ، رقم ۵۰۶)

تو آپ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ایسا نہیں جو مدینہ کی طرف جائے اور وہاں پر کوئی قبر نہ چھوڑے، مگر اسے زمین کے برابر کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے، مگر اسے مٹا دے اور کوئی بت نہ چھوڑے، مگر اسے توڑ دے۔ اس پر ایک آدمی اٹھا، لیکن اہل مدینہ کے (متوقع) ردعمل سے خوف زدہ ہو گیا۔ پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں (جاؤں گا)، اے اللہ کے رسول۔ انھوں نے بیان کیا کہ وہ گئے اور پھر (کچھ عرصے بعد) واپس آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول، میں آپ کے پاس نہیں آیا، یہاں تک کہ میں نے ہر قبر کو زمین کے برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مٹا دیا اور ہر بت کو توڑ دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اب ان چیزوں میں سے دوبارہ کوئی چیز بنائی تو اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد پر نازل ہوئی ہے۔‘‘

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرکانہ تماثیل مٹانے کے اس حکم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی نافذ رکھا۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے اس مکان کو جلا دیا جس میں تماثیل کی پرستش کی جاتی تھی:

عن ايوب بن نعمان قال شهدت عليا فی الرحبة وجاء رجل فقال يا أمير المومنين أن هاهنا أهل بيت لهم وثن فی دارهم يعبدونه فقام علی يمشی حتی انتهی الی

’’ایوب بن نعمان سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں حضرت علی کے پاس (مسجد کوفہ کے باہر) کھلے میدان میں موجود تھا تو ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین، یہاں ایک گھر میں لوگوں نے بت رکھا ہوا ہے

الدار فأمرهم فدخلوا فأخرجوا له تمثال رخام فألهب علی الدار. (رقم ۲۹۰۰۴)

جس کی وہ پرستش کرتے ہیں۔حضرت علی اٹھے اور چل پڑے، یہاں تک کہ اس گھر تک پہنچ گئے۔ (وہاں پہنچ کر) آپ نے (ان کو مجسمہ باہر لانے کا) حکم دیا۔وہ اندر گئے اور آپ کے سامنے سنگ مرمر کا ایک مجسمہ نکال لائے۔پھر آپ نے اس گھر کو جلا دیا۔''

اس تفصیل سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تماثیل اور تصاویر کو مٹانے کا حکم دیا وہ درحقیقت اوثان اور اصنام اور ان کی تصویریں تھیں اور یہ وہ خاص تماثیل تھیں جن کی عربوں کے ہاں پرستش کی جاتی تھی۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com